AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

ڈاکٹر اسرار احمد کے اصول سیرت نگاری

"DR. ISRAR AHMED'S PRINCIPLES OF WRITING THE BIOGRAPHY OF THE PROPHET (*SEERAH*)"

Dr. Nosheen Zaheer
Associate Professor, Islamic Studies Department, SBKWU Quetta
nosheenirma@gmail.com
Faiza kanwal
MPhil scholar, Islamic Studies Department, SBKWU Quetta.
fshahid092@gmail.com

Abstract

Among contemporary Muslim scholars, Israr Ahmed made a significant contribution to the study of the Seerah through his writings on different aspects of the life and mission of Muhammad (P.B.U.H.). In his works, Dr. Israr Ahmed proposes a structured methodological approach for studying and writing the Seerah of the Prophet. This paper explores the principles of Seerah writing articulated by Dr. Israr Ahmed in order to understand the life and mission of the Prophet Muhammad (P.B.U.H.). The study focuses on four major principles: Seerah derived from the Qur'an, Seerah through Ahadith, Seerah through Seerah writers, and Seerah through non-Muslim scholars. Furthermore, the writings of non-Muslim historians are examined and categorized into two broad groups based on their approaches to the Seerah of the Prophet Muhammad: those who present a favorable perspective and those who present a critical interpretation. By examining these four principles, the paper highlights the methodological framework suggested by Dr. Israr Ahmed for a comprehensive understanding of the Seerah.

Key Terms: Seerah, Methodologies of Seerah, Prophetic Mission, Non-Muslim Historians

تعارف

ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کا شمار دور جدید کے دینی سکالرز میں ہوتا۔ آپ کی پیدائش ۲۶ اپریل ۱۹۳۲ء کو مشرقی پنجاب کے ایک قصبے حصار میں ہوئی۔ آپ کے والد صاحب کا اسم گرامی مختار احمد اور والدہ کا نام فردوسی بیگم تھا[1] آپ کی تعلیم کی ابتداء آپ کے گھر پر قرآن مجید سے ہوئی پھر آپ کو حصار کے گورنمنٹ اسکول میں داخل کروادیا گیا۔ آپ علامہ اقبال سے گہرا دلی لگاو رکھتے تھے اور علامہ سے اُنسیت کا یہ عالم تھا کہ محض ۱۰ برس کی عمر میں ہی انھوں نے بانگ درا کا مطالعہ مکمل کر لیا تھا۔[2] ۱۹۵۰ء میں ڈاکٹر صاحب کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں داخل ہو گئے، جہاں آپ باقاعدہ اسلامی جمعیت طلبہ میں شامل ہو گئے۔[3] ۱۹۶۵ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم۔اے اسلامیات کا امتحان فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن میں پاس کیا[4]

اڈاکٹر اسرار پر جہاں اقبال کی محبت کا غلبہ تھا وہی سید ابو اعلیٰ مودودی اور ابو الکلام کا غلبہ دین کا تصور ان کے دل و جذبات میں موجزن تھا۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحب باقاعدہ کسی دینی مدرسے سے فارغ التحصیل تو نہیں تھے۔ البتہ بعض جید علماء کی صحبت اور ان کی فکر سے فیض یاب ہوتے رہے۔ جن حضرات کی تحریروں اور خطابات کو آپ نے حرزِ جان بنایا، جن سے آپ کی فکر میں پختگی پیدا ہوئی گہرائی اور گیرائی میں اضافہ ہوا اور آپ نے جو بھی علمی و عملی کام کیے وہ انہی شخصیات کی فکر سے متاثر ہو کر شروع کیے۔ خالص دینی علم کے شعبے میں ڈاکٹر صاحب شاہ ولی اللہ دہلوی، مولانا حمید فراہی اور مولانا امین احسن اصلاحی سے متاثر اور ان کے پیروکار تھے۔[5] ۱۹۶۲ء میں ڈاکٹر

1۔ رافعۃ الجبین، ڈاکٹر اسرار احمدؒ شخصیت اور دینی خدمات، (لاہور: انجمن خدام القرآن، ۲۰۱۲) ص 4

2۔ اسرار احمد ڈاکٹر، عزم تنظیم، (تنظیم اسلامی پاکستان، سن ندارد)، ص ۱۲

3۔ نوید احمد انجنئیر، ڈاکٹر اسرار احمد اور تنظیم اسلامی 'ایک تعارف، ص ۲۰

4 معین کمالی، ڈاکٹر اسرار احمد 'ایک عالم باعمل، (ہفت روزہ) ندائے خلافت لاہور، جلد ۱۹، شمارہ ۱۷، ۲۷ اپریل تا مئی ۲۰۱۰۔

5۔ نوید احمد انجنئیر، ڈاکٹر اسرار احمد اور تنظیم اسلامی 'ایک تعارف، ص ۲۲

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

صاحب کراچی تشریف لے گئے وہاں قیام کے دوران ڈاکٹر صاحب کی رہائش کچھ عرصہ کے لئے کورنگی میں دارالعلوم کراچی کے بالکل ساتھ اظہار لمٹیڈ کی فیکٹری میں رہی اسی دوران ڈاکٹر صاحب کو مفتی شفیع صاحب، مفتی رفیع عثمانی صاحب اور مفتی تقی عثمانی صاحب کی قربت حاصل رہی۔[6]

آپ نے اپنی زندگی کا مقصد دین اسلام کی خدمت و سربلندی کو بنایا۔ بنیادی طور پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ مدرس و مفسر قرآن تھے اور اُن کی پوری زندگی قرآن کریم کی علم و حکمت کا بیان اور انقلابی دعوت قرآنی کو عام کرتے ہوئے سرف ہوئی۔ قرآن پاک کے ساتھ ساتھ سیرت و سنت کو بھی اپنی دعوت کا موضوع بنایا۔ سیرت اور اُس کے متنوع گوشوں پر انہوں نے نا صرف پاکستان بلکہ بیرون ملک بھی کئی فکر انگیز خطبات دیئے۔ خاص طور پر رسول اکرم ﷺ کا مقصد بعثت اور آپ ﷺ کے منہج انقلاب نبوی پر اُمت کی توجہ مبذول کرانے کی سر توڑ کوششیں کیں اس ضمن میں آپ نے باقاعدہ سیرت کانفرنسز کا آغاز کیا۔ کیونکہ سیرت مصطفیٰ ﷺ وہ واحد راستہ ہے جس پر چل کر انسانیت کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔ محمد ﷺ کی رسالت کی تکمیلی شان اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اُمت مسلمہ آپ ﷺ کے پیغام پر نہ صرف عمل پیرا ہوں بلکہ اسے دوسروں تک پہنچائیں۔ ڈاکٹر صاحب نے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تصانیف تحریر کی ہیں جن میں آپؒ نے بالخصوص نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ، سیرتِ مطہرہ کی اہمیت اور حب رسول و اتباعِ رسول ﷺ کے تقاضوں اور منہج انقلاب نبوی ﷺ پر روشنی ڈالی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی سیرت پر درج کتابیں درج ذیل ہیں 1)- نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں، 2)- عظمتِ مصطفی ﷺ، 3)- معراج النبی ﷺ، 4)- اُسوہ رسول ﷺ سورۃ الاحزاب کے تیسرے رکوع کی روشنی میں، 5)- رسول کامل ﷺ، 6)- منہج انقلاب نبوی ﷺ، 7)- نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت، 8)- رسولِ انقلاب کا طریق انقلاب۔

ڈاکٹر صاحب کی سیرت نگاری کے اصول کیا ہیں؟ اور آپ نے ان اصولوں کو اپنی تصانیف میں کس طرح متعارف کروایا ہیں ان کا جائزہ لیا جائے گا۔ سیرت نگاری کا سب سے پہلا اور بنیادی اصول قرآن پاک سے سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرنا ہے ڈاکٹر اسرار بھی سیرت نگاری کے لئے سب سے پہلے سیرت طیبہ کو بذریعہ قرآن پاک بیان کرنا ہے۔

سیرت طیبہ بذریعہ قرآن پاک

قرآن پاک تئیس سال کے عرصہ میں بتدریج نازل ہونے والی الہامی کتاب ہے جس میں نا صرف گذشتہ اقوام کے حالات بلکہ آئندہ پیش آنے والے واقعات کے متعلق پیش گوئیاں اور کئی سائنسی حقائق بھی موجود ہیں جن کی تصدیق موجود سائنس کر چکی ہے۔ ان سب چیزوں کے ساتھ ساتھ قرآن پاک سیرت مطہرہ کا متعلق بھی ہمیں ضروری معلومات فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا قرآن پاک سے رجوع کیے بغیر سیرت کی جامع معلومات حاصل کرنا ناگزیر ہے۔ قرآن پاک میں جابجا رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ، ان کی انفرادی، خانگی و اجتماعی زندگی، مکی و مدنی زندگی، اسراء و معراج اور عہد رسالت کے حوالے سے ضروری معلومات موجود ہیں۔

سیرت رسول اللہ ﷺ چونکہ قرآن کی ہی عملی شکل ہے یا قرآن کی تشریح و توضیع ہے لہٰذا قرآن و سیرت لازم و ملزوم ہیں۔ ڈاکٹر صاحب بھی سیرت النبی ﷺ بیان کرتے وقت قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن پاک عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کرنے والے ک دائرہ اسلام سے کارج کر دیتا ہے۔ اپنی کتاب "سیرت خیر الانام" میں ڈاکٹر صاحب عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر نبوت و رسالت کا خاتمہ ہمارے ایمان کا لازمی جزو ہے۔ اسے کسی طور پر بھی ایمان سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ عقیدہ ختم نبوت کے دو پہلو ہیں۔ ایک جس سے ہمیں قانونی و فقہی اور شرعی حکم ملتا ہے اور دوسرا جو علمی نوعیت کا ہے۔ ختم سے مراد تکمیل ہے یعنی نبوت پہلے تھی مگر اب نہیں ہے چنانچہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں یا بعد میں جو بھی دعویٰ نبوت کرے گا وہ خارج از اسلام ہو گا۔ اکثر علماء کرام عقیدہ ختم نبوت میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۴۰ کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں جبکہ یہ آیات بنیادی طور پر عرب میں منہ بولے بیٹے کی روایت کی بیخ کنی کے لئے نازل ہوئیں۔ وہ ختم نبوت کے استدلال کے طور پر دوسری آیت بیان کرتے ہیں۔

"وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِيْ قَالُواْ أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُواْ وَأَنَاْ مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِيْنَ"[7]

6۔ اسرار احمد ڈاکٹر، دعوت رجوع الی القرآن، (تنظیم اسلامی، سن ندارد) ص ۱۳۲

7۔ سورۃ آلِ عمران: ۸۱

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں' پھر تمھارے پاس آئے کوئی اور رسول جو تصدیق کرتا ہو اس کی جو تمھارے پاس (پہلے سے) موجود ہے تو تمھیں لازم اس پر ایمان لانا ہو گا اور اس کی مدد کرنی ہو گی اللہ نے فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس پر میری ڈالی ہوئی ذمہ داری قبول کر لی؟ انہوں نے اقرار کر لیا۔ اللہ نے کہا اچھا اب تم بھی گواہ رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔"[8]

اس آیت کی تشریح میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح انسانی سے "عہد الست" لیا اسی طرح انہوں نے انبیاء کرام علیہ اسلام سے بھی عہد لیا کہ میری طرف سے آنے والی ہدایت کو قبول کرنا اور اپنے بعد آنے والے نبی اور رسول کے بارے میں اپنی قوم کو آگاہ کرنا اور اُن سے عہد کرنا کہ وہ اُس نبی کی مدد کریں گے اور اُس کی پیروی کریں گے۔ اسی عہد کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نے انہی قوم کو (فارقلیط) نبی اکرم ﷺ کے بارے میں آگاہ کیا۔ اس لئے یہ آیت اس عہد کے ضمن میں عقیدہ ختم نبوت کا اعلان ہے کہ نبی اکرم بھی اسی میثاق کے تحت اپنے بعد آنیوالے نبی کا اعلان کرتے جبکہ اس کے برعکس آپؐ نے نبوت و رسالت کے خاتمے کی خبر دی[9]۔

1- سیرت نگاری اور قرآن پاک

ا)- آپ ﷺ کی ابتدائی حیات طیبہ

قرآن پاک میں نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف ادوار کو بیان کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی پیدائش سے لے کر آغاز وحی کے بارے میں مصدقہ معلومات بہت کم ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ حضور ﷺ کی حیات طیبہ قبل از وحی سے متعلق زندگی کے بارے میں سورۃ الضحیٰ کی پہلی تین آیات کی طرف رجوع کرنے کا کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کی پیدائش محتاط اندازوں کے مطابق ۹ ربیع الاوّل (عام الفیل) ہے جو انگریزی تقویم کے مطابق غالباً ۲۰ اپریل ۵۷۱ بنتی ہے۔ یہی آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا اولین دور ہے جس کا ذکر سورۃ الضحیٰ میں موجود ہے[10]۔

"أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ"[11]

"کیا اس نے نہیں پایا آپ کو یتیم، پھر پناہ دی، اور آپ کو تلاش حقیقت میں سرگرداں پایا تو ہدایت دی اور اس نے آپ ﷺ کو تنگ دست پایا تو غنی کر دیا"[12]۔

ڈاکٹر اسرار احمد ان آیات کو نبی کریم ﷺ کی ابتدائی زندگی کی مکمل تفسیر کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو یتیم تھے چھ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا۔ دادا جان عبد المطلب کی کفالت میں آئے مگر دو سال بعد اُن کی وفات ہو گئی اور کچھ عرصہ اپنے تایا زبیر بن عبد المطلب کے زیر کفالت رہنے کے بعد اپنے چچا عبد المطلب کے زیر سرپرستی حیات دینوی کی ابتدائی منازل طے کیں۔ ابتدائی دورِ شباب میں گلہ بانی کی جو کہ انبیاء کرام کا مشترکہ وصف ہے۔ اس دوران قدرت کی نشانیوں کا مشاہدہ کیا۔ اس بارے میں وہ لکھتے ہیں:-

"یہ وہ کتاب فطرت ہے جس کے مطالعے سے انسان اپنے فاطر کے قریب ترین آتا ہے اور اس کے بھرپور مواقع محمد رسول اللہ ﷺ کو بالکل ابتدائی زندگی میں میسر آئے"[13]

اس کے بعد آپ ﷺ نے کاروبار شروع کیا۔ تو آپؐ کا کردار و سیرت دیکھ کر لوگوں نے صادق و امین کا لقب عطا کیا۔ اس کے علاوہ حلف الفضول کا واقعہ اور کعبہ اللہ کی تعمیر کا واقعہ آپ ﷺ کے اعلیٰ و بلند اخلاق و فہم و فراست اور تدبر کی مثالیں ہیں۔ جہاں تک آپ ﷺ کا غنی کرنے کی آیت ہے تو اس بارے میں ڈاکٹر صاحبؒ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا قلب انور تو ہمیشہ سے غنی تھا، لیکن دنیاوی اور ظاہری اعتبار سے بھی جسے تنگ دستی سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ کیفیت بھی حضرت خدیجہ سے آپ ﷺ کے

8- اسرار احمد ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، جلد دوم (لاہور: قرآن اکیڈمی، 2010)، ص 49-50

9- اسرار احمد' ڈاکٹر، سیرت خیر الانام، (لاہور: مکتبہ خدام القرآن، ۲۰۱۳) ص ۴۸ تا ۵۱

10- اسرار احمد ڈاکٹر، رسولِ اکرم اور ہم، (لاہور: مکتبہ خدام القرآن، ۲۰۱۴) ص ۸۴

11- سورۃ الضحیٰ: ۶-۸

12- اسرار احمد ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، جلد ہفتم (لاہور: قرآن اکیڈمی، 2010)، ص 92-93

13- اسرار احمد' ڈاکٹر، رسولِ اکرم اور ہم، ص ۸۶

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

عقد نکاح کے بعد باقی نہ رہی حضرت خدیجہ جو آپ ﷺ پر اپنی جان نثار کرنے والی اور آپ ﷺ پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے والی زوجہ تھیں۔ یہ دور آپ ﷺ کی بھرپور زندگی کا نقشہ پیش کرتا ہے جو نہ صرف ہر طرح کی مالی کمزوری سے پاک تھا۔ بلکہ ایک جانثار اور وفادار رفیقہ حیات اور بچوں جیسی نعمت خداوندی سے شاداب و آباد بھی تھا۔[14]

ایسی باعزت اور فراغت والی زندگی میں آپ ﷺ کے اندر حق کی تلاش اُبھری اور آپؐ عبادت کے لئے غار حِرا تشریف لے جاتے یہاں جو سوال انسان کے دل و دماغ میں تحریک پیدا کرتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ اس وقت کون سی عبادت فرماتے تھے۔ آپ ﷺ غار حرا میں غور و فکر فرماتے تھے۔ غار حرا میں اللہ پاک نے آپ ﷺ کی طلب و جستجو کو راہ دکھائی اور جبرائیل امین پہلی وحی، سورہ العلق کی ابتدائی پانچ آیات لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ ﷺ کو ان آیات کو پڑھنے کا حکم دیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ پڑھنا نہیں جانتے اس پر حضرت جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگایا تو وحی آپ ﷺ کے قلب مبارک پر نقش ہو گئی۔ وحی کے نزول کے بعد نبی اکرم ﷺ کی حالت سورۃ المدثر کی ابتدائی آیات میں مذکور ہے۔[15] ڈاکٹر اسرار ان احوال کو یوں تحریر کرتے ہیں۔ کہ سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات میں نزول وحی کا ذکر ہے۔ ان آیات میں آپ ﷺ کو حکم دیا جارہا ہے کے آپ ﷺ اللہ کی بڑائی بیان کریں اور لوگوں کو خبر دار کریں۔ لہذا سورۃ الضحیٰ کی ابتدائی آیات آپ ﷺ کے قبل از نبوت کے حالات کا پتا دیتی ہیں جبکہ سورۃ المدثر کی ابتدائی آیات آپ ﷺ کی رسالت کا آغاز ہیں۔

"بہت سے محققین کی یہ رائے بڑی وزنی معلوم ہوتی ہے کہ سورۃ العلق کی ابتدائی آیات سے محمد رسول ﷺ کی نبوت کا آغاز ہوا اور سورۃ المدثر کی ان ابتدائی آیات سے آپ ﷺ کی رسالت کا آغاز ہوا"[16]۔

ب) مکی دور، دعوت، تربیت و تنظیم

رسول اکرم ﷺ کی سیرت مطہرہ میں ہمیں وہ تمام انقلابی مراحل نظر آتے ہیں جو ایک انقلابی جدوجہد کے لئے درکار ہوتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ غلبہ دین حق کو قائم و غالب کرنے کے لئے مبعوث فرمائے گئے جس کا ذکر سورۃ المدثر آیت نمبر 3 میں اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں "وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ "[17]

"اپنے رب کو بڑا کرو"[18]۔ دین حق کا جو غلبہ نبی اکرم ﷺ کے ذریعے حاصل ہوا اُس کو ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے انقلابی جدوجہد کے طور پر دیکھتے ہیں اور اس بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جو انقلاب برپا کیا اس کا آغاز ہمیں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے مکی دور میں نظر آتا ہے اس پہلے مرحلے میں آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ، تزکیہ اور تنظیم پر ایک ساتھ توجہ مربوط فرمائی۔ آپ ﷺ نے تنظیم کی بنیاد لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر رکھی۔ اس رسالت کو اللہ پاک نے آپ ﷺ کی بے چوں و چرا اطاعت اور آپ ﷺ کے ساتھ دل و جان سے محبت کے ساتھ مشروط کر دیا۔ جس نے آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کو بنیان مرصوص بنا دیا[19]۔

ڈاکٹر صاحب حیات محمد ﷺ کو در حقیقت ایک انقلابی جدوجہد سے منسوب کرتے ہیں جس کی اساس ڈاکٹر صاحب قرآن کو بتاتے ہیں کیونکہ ہدایت و رہنمائی جس کی بنیاد پر آپ ﷺ ۲۳ سال کی قلیل مدت میں ایک عظیم انقلاب لانے میں کامیاب ہوئے اسکی اصل قرآن ہی ہے۔ وہ لکھتے ہیں

"انقلابی نظریہ توحید کی بنیاد قرآن ہے۔ یعنی دعوت قرآن کی، تبلیغ قرآن کی، انداز قرآن سے، تبشیر قرآن سے، تذکیر قرآن سے حتی کہ تزکیہ یعنی تربیت بھی قرآن سے ۔ حاصل کلام یہ کہ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کا مرکز و محور اور منبع و سرچشمہ قرآن مجید اور فرقان حمید ہے۔"[20]

14۔ ایضاً ص ۸۸

15۔ ایضاً: ص ۸۴ تا ۹۰

16۔ ایضاً: ص ۹۰

17۔ سورۃ المدثر: ۳

18۔ اسرار احمد ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، جلد ہفتم (لاہور: قرآن اکیڈمی، 2010)، ص 74

19۔ اسرار احمد ڈاکٹر، رسول اکرم اور ہم، ص ۹۱

20۔ اسرار احمد ڈاکٹر، منہج انقلاب نبویؐ، (لاہور: مکتبہ خدام القرآن، ۱۹۸۷) ص ۲۵

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

2-سیرت نگاری اور حدیث

قرآن مجید کے بعد سیرت النبی ﷺ کا اہم ترین ماخذ حدیث مبارکہ ہے اور حدیث مبارکہ سے رجوع کیے بغیر سیرت النبی ﷺ کا مکمل طور پر احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ تمام سیرت نگاروں کی طرح ڈاکٹر اسرار احمد بھی سیرت مبارکہ کو بیان کرتے وقت احادیث سے مدد لیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی عظمت کا ادراک اور شعور ہمارے لئے ناممکنات میں سے ہے۔ آپ ﷺ کی عظمت بحیثیت نبی اور بحیثیت انسان آپ کا اعلیٰ اور ارفع مقام کا تعین، کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ روحانی اعتبار سے بھی حضور ﷺ کے مقام کا تعین کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ بعض اعتبارات کے معاملے میں حضور ﷺ نے خود ہی واضح کیا کہ تمھارے لئے ناممکن ہے کہ تم ان مقامات کو سمجھ سکو۔ مثال کے طور حضور ﷺ صوم وصال رکھتے تھے یعنی ایک دن روزہ رکھا اور شام کو افطار نہ کیا بلکہ اگلے دن افطار کیا یا اُس کے اگلے دن تو یہ دو دن کا صوم وصال کیا یا اس کے بھی اگلے دن افطار کیا تو یہ تین دن کا صوم وصال ہوا[21]۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحبؒ ایک حدیث بیان فرماتے ہیں وہ لکھتے ہیں:۔

"نبی اکرم ﷺ خود صوم وصال رکھتے تھے لیکن آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں (صحابہ کرامؓ) کو یہ روزہ رکھنے سے روکے رکھا اس پر کسی صحابی نے سوال کر لیا تو آپؐ نے فرمایا:(وَ ا یّکمْ مِثْلی) تم میں سے کون ہے جو میرے مانند ہو؟(اِنِیّ اَبیت یطعمْنيِ رَبّيِ وَ یسقینی) میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے"۔[22]

ڈاکٹر صاحب مزید فرماتے ہیں کہ کہ انسان اس چیز میں مکمل طور پر عاجز ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اوپر بیان شدہ شب بسری کا تصور تک کر پائے۔ کہیں کجا کہ وہ آپ ﷺ کی اس شب بسری کی نوعیت اور اس کی کیفیت کو جان پائے۔ کہ وہ کھلائے جانے اور پلائے جانے کی حقیقت کیا ہے۔ پس یہ بات تو طے شدہ ہے کوئی ہستی چاہے وہ کتنا بڑا صوفی یا اللہ والا ہی کیوں نہ ہو رسول اللہ ﷺ کا پورا روحانی ادراک کرنے سے قاصر ہے[23]۔

ڈاکٹر اسرار سیرت نگاری میں آپ ﷺ سیرت مطہرہ کو مختلف مناہج میں منقسم کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ سیرت مطہرہ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات ہمارے سامنے عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور اللہ پاک کی مدد و نصرت ان کے ساتھ ہر لمحہ موجود تھی۔ آپ ﷺ کو بے شمار معجزات سے نوازا گیا لیکن آپ ﷺ کے منہج عمل میں جو عناصر بہت غالب نظر آتے ہیں وہ انسانی جدوجہد، محنت، کوشش، جدوجہد، کشمکش، ایثار، قربانی، صبر و مصابرت اور جہاد و استقامت ہیں۔ مگر آپ ﷺ کی انقلابی جدوجہد میں غالب ترین عنصر انسانی سطح پر جدوجہد ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں جابجا ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں میں رسول اللہ نے انسان کی سطح پر مشکلات، تکالیف، مصائب، تعدی و ظلم کا صبر و استقلال سے مقابلہ کیا۔ حضور ﷺ کے لئے قید و بند معاشی مقاطعہ (محاصرہ شعب الی طالب) ہے۔ آپ ﷺ پر طائف کی گلیوں میں پتھروں کی بارش کی گئی اور جسم مبارک سے اتنا خون بہا کہ نعلین مبارک میں جم گیا اور آپ شر پسندوں کے ہاتھوں ستائے گئے۔ ان تمام مصائب و واقعات سے حضور ﷺ نے اپنی امت پر یہ بات واضح کر دی کہ آپ ﷺ نے دین کی سربلندی کے لئے زمین پر چل کر قدم بہ قدم تکالیف و مصائب برداشت کر کے جزیرہ نمائے عرب میں اسلامی انقلاب برپا فرمایا[24]۔

ڈاکٹر اسرار سیرت نگاری کے دوران آپ ﷺ کی آحادیث مبارکہ سے صرف جسمانی تکالیف کی مثالیں درج نہیں کرتے بلکہ آپ ﷺ نے دوارن تبلیغ کس طرح کی ذہنی اذیتوں کو جس خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا کو بھی بیان کرتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار یہاں منافقین کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ پر تہمت لگانے کے واقعے کو بیان کرتے ہیں۔ کہ منافقین میں ایک عبد اللہ بن ابی بھی تھا جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ پر تہمت لگائی جس کے نتیجے میں نبی اکرم ﷺ کو انتہائی ذہنی و قلبی اذیت سوا مہینہ جھیلنی پڑی۔ اللہ پاک کی طرف سے سورہ نور میں حضرت عائشہؓ کی پاک دامنی کی شہادت دی گئی تو آپؐ کو اس ذہنی کوفت سے نجات ملی[25]

21-اسرار احمد ڈاکٹر، رسول اکرم اور ہم، ص ۹۔۱۰

22- امام مسلم، مسلم بن الحجاج، مولانا عزیز الرحمٰن (مترجم): صحیح مسلم (باب النھی عن الوصال فی الصوم: حدیث ۲۵۶۳، جلد دوم

23-اسرار احمد ڈاکٹر، عظمتِ مصطفی ﷺ، (لاہور: مکتبہ خدام القرآن، ۱۹۹۹) ص ۴

24-اسرار احمد ڈاکٹر، منہج انقلاب نبویؐ، ص ۱۲۵ تا ۱۲۷

25-امام بخاری، محمد بن اسماعیل، مولانا ظہور الباری (مترجم)" صحیح بخاری (کتاب المغازی)، جلد ۲، حدیث ۱۳۰۵

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

ڈاکٹر اسرار احمدؒ سیرت طیبہ کے مختلف واقعات بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ کے نامہ ءمبارک کا ذکر بھی کرتے ہیں جو کہ آپ ﷺ نے مختلف حکمرانوں کو دین اسلام کی دعوت کے لئے لکھے۔ اس نامہ مبارک کی عبارت بھی بڑی تفصیل کے ساتھ کتب احادیث میں موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے قیصر روم کے نام خط حضرت دحیہ کلبیؓ یروشلم کے ہاتھ بھجوایا۔ قیصر کیونکہ خود بھی توراۃ وانجیل کا عالم تھالہٰذا خط پڑھتے ہی حضور ﷺ کی عظمت کو جان گیا کہ یہ ہی آخری رسول ہیں جن کی بعثت کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ وہ چاہتا تھا کہ پوری مملکت ایسے اسلام قبول کرے جیسے کہ اُنھوں نے عیسائیت کو قبول کیا تھا۔ لیکن اس سے پہلے اس نے عربوں کے تجارتی قافلے کو بلایا جو کہ یروشلم میں موجود تھا۔ اس قافلے کی قیادت ابوسفیان کر رہے تھے جو کہ ابھی مشرف بالاسلام نہیں ہوئے تھے[26]۔ یہاں ابوسفیان اور ہرقل کے درمیان جو مکالمہ ہوا اس کے بارے میں ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں کہ جب قیصر اور ابوسفیان کے مابین مکالمے پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قیصر نے جس گہرائی سے ابوسفیان سے اس طرح سوال کر رہا تھا جیسے

وکلاء بحث وجرح کرتے ہوئے حقائق ودلائل کو واضح کرتے ہیں۔ اس کے ان سوالات سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کو آخر الزمان کی حیثیت سے پہچان چکا تھا۔ مگر اپنے سپہ سالار اور عمائدین کے غصے کے سبب اور اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے قیصر نے اسلام قبول نہ کیا اور دحیہ کلبی کو واپس بھیج دیا۔ ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں کہ قریش مشرک اور آپ ﷺ سے بغض رکھنے کے باوجود عرب حق گوئی، راست بازی اور دلیری جیسی صفات سے آراستہ تھے۔[27]

نبی اکرم ﷺ کی سیرت مطہرہ جہاں اُن کی حیات مبارکہ کے مختلف واقعات کا احاطہ کرتی ہے وہیں پر احادیث مبارکہ میں مختلف مشکلات کے اوقات کی دعائیں بھی موجود ہیں جن سے نبی اکرم ﷺ کے صبر واستقلال، ہمت وحوصلہ کے بارے میں پتا چلتا ہے بلکہ ہمارے لئے بھی وہ نمونہ ہیں کہ ہر طرح کے حالات میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا اور اُس سے کس انداز میں دعا کرنی چاہیے۔ ڈاکٹر اسرار احمد طائف کے سفر کے دوران حضور ﷺ کو وہاں پر پیش آنے والے حالات کے بارے میں لکھتے ہوئے دعائے مستضعفین کا ذکر آپ ﷺ کے ساتھ طائف میں پیش آنے والے حالات کے تناظر میں کرتے ہیں۔ کہ عام الحزن (ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کا سال) کے بعد مشرکین مکہ کی جسارتیں اتنی بڑھ گئیں کہ وہ کھل کر آپ ﷺ کو اذیتیں پہنچانے لگے۔ مکہ میں جب دعوت حق کی کھیتی نے جب پھلنا پھولنا بند کر دیا تو آپ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ مکہ سے باہر نکل کر حق کا پیغام پہنچایا جائے۔ ۱۰ نبوی کو آپؑ ﷺ نے سفر طائف اختیار کیا آپ ﷺ کا ارادہ تھا کہ کہ اگر وہاں کوئی امیر اسلام لے آئے تو اپنا مرکز وہاں بنالوں گا مگر وہاں پر کسی سردار نے آپ ﷺ کی دعوت قبول نہ کی۔ آپ ﷺ نے وہاں دس دن قیام کیا۔ بات ماننا تو درکنار بلکہ انھوں نے چند اوباشوں کو آپؑ کے پیچھے لگا دیا جنہوں نے واپسی کے سفر میں آپؑ سے بدزبانی کی اور پتھراؤ کیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کا جسم مبارک لہولہان ہو گیا۔ حضرت زید بن حارثؓ اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے وہ آپؑ کی ڈھال بنے پتھروں کو روک رہے تھے انہیں بھی سر پر چوٹ آئی۔ یہاں آپؑ نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کے باغ میں پناہ لی۔ آپؑ ایک انگور کی بیل کے سائے میں بیٹھ گئے۔ اور دل کی گہرائیوں سے ایک دعا نکلی جو کہ "دعائے مستضعفین" کے نام سے مشہور ہے[28]

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِی وَقِلَّۃَ حِیْلَتِی وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّی، اِلٰی مَنْ تَکِلُنِی؟ اِلَی بَعِیْدٍ یَتَجَھَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی عَدُوٍ مَلَّکْتَہُ اَمْرِی؟ اِنْ لَمْ یَکُنْ بِکَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِی، وَلٰکِنَّ عَافِیَتَکَ ھِیَ اَوْسَعُ لِیْ، اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِی اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالآخِرَۃِ مِنْ اَنْ یَنْزِلَ بِی غَضَبُکَ اَوْ یَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُکَ، لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ ، بار الٰھا۔[29] !

3-سیرت نگاری بذریعہ سیرت

ڈاکٹر اسرار احمدؒ سیرت مطہرہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے جہاں قرآن وحدیث سے استدلال کرتے ہیں وہاں مختلف سیرت نگاروں سے بھی استفادہ کرتے نظر آتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے مسلح تصادم کو نوبت یا حضور ﷺ کو تلوار کیوں اُٹھانی پڑی اس ضمن میں ایک واقعہ درج کرتے ہوئے کہتے ہیں جو سیرت کی کتابوں میں درج ہے اور ڈاکٹر اسرار اسے اپنی کتاب منہج انقلاب نبوی میں یوں رقمطراز کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی جماعت کی تربیت اس انداز میں فرمائی کہ وہ اللہ کے دین

26۔ امام مسلم، مسلم بن الحجاج، مولانا عزیز الرحمٰن (مترجم): "صحیح مسلم، کتاب الجھاد، باب کتاب النبی الیٰ ھرقل یدعوہ الی الاسلام:" جلد ۲، حدیث ۴۶۰۷

27-اسرار احمد ُڈاکٹر، منہج انقلاب نبوی، ص ۲۹۵ تا ۳۰۳

28-اسرار احمد ُڈاکٹر، سیرت خیر الانام، ص ۱۷۲

29-امام طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الطبرانی، المعجم الکبیر، جلد 13، حدیث نمبر 139، ص 73

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کی سربلندی کے لئے دشمنان دین سے بھڑ جاتے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت سعد بن معاذ تھے۔ حضرت سعد بن معاذ مدینے سے مکہ تشریف کے گئے اس وقت تک مسلمانوں اور مکہ والوں کے مابین کھلا اعلان جنگ نہیں ہوا تھا۔ حضرت سعد کے حلیف امیہ بن خلف تھا۔ حضرت سعد نے اس کے گھر قیام کیا اور پھر طواف کے لئے حرم چلے گئے۔ وہاں ان کی ملاقات ابوجہل سے ہوئی۔ ابوجہل نے امیہ بن خلف سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو امیہ نے انھیں بتایا کہ یہ اوس کے رئیس سعد بن معاذ ہیں۔ ابوجہل یہ سن کر غصے میں آگیا اور کہنے لگا کہ اگر تم امیہ کے حلیف نہ ہوتے تو بچ کر نہ جاتے۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے دین کے دشمن بیت اللہ کا طواف کریں۔ حضرت سعد تو رسول اللہ کے تربیت یافتہ تھے انھوں نے ابوجہل سے کہا کہ جان لو اگر تم نے ہمارا طواب بند کیا تو ہم تمھارے تجارتی راستوں کو روک دیں گیں۔[30]

ڈاکٹر اسرار سیرت نگاری کر دوران مولانا شبلی نعمانی کی کتب سے اتفادہ کرتے نظر آتے ہیں اور حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے بارے میں ان کی آراء کو اس طرح اپنی کتاب کی زینت بناتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ مولانا شبلی نے قیصر اور ابوسفیان کے درمیان مکالمے کے بعد یہ تبصرہ کیا کہ تم لوگ محمد ﷺ کو شریف النسب بتاتے اور پیغمبر اچھے نسب سے تعلق رکھتے ہیں۔ تم نے یہ بھی بتایا کہ ان کے خاندان میں پہلے کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اگر کسی نے پہلے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ یہ خاندانی اثر ہے۔ تم نے یہ بھی مان لیا کہ اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ نہیں ورنہ میں یہ سمجھتا کہ اس کو بادشاہت کی چاہت و ہوس ہے۔ تم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہو کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا جو شخص جھوٹ نہیں بولتا وہ کیوں خدا پر جھوٹ باندھے گا۔ تم نے تسلیم کیا کہ کمزور اس کے سب سے پہلے پیروکار ہیں تو پیغمبروں کے ابتدائی پیرو ہمیشہ غریب ہوتے ہیں۔ تم کہتے ہو کہ اس کا مذہب ترقی کرتا جا رہا ہے، سچے مذہب یوں ہی ترویج پاتے ہیں۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ اس نے کبھی مکر و فریب نہیں کیا پیغمبر کبھی مکر و فریب نہیں کرتے، تم کہتے ہو کہ وہ نماز اور تقویٰ و عصمت کی ہدایت کرتا ہے اگر یہ سچ ہے تو میری قدم گاہ تک اس کا قبضہ ہو جائے گا۔ مجھے یہ یقین تھا کہ ایک پیغمبر آنے والا ہے، لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ عرب میں پیدا ہو گا، اگر میں وہاں جا سکتا تو خود اس کے پاوئں دھوتا[31]۔

حضور ﷺ کے نامہ مبارک جو کہ اُنھوں نے مختلف ممالک کے سربراہوں کو لکھے تھے اُن کا احوال بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب سیرت کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جو نامہ مبارک حضور ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو لکھا اس کے حوالے سے بھی مولانا شبلی نعمانی کی سیرت النبی ﷺ کا حوالہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کہ علامہ شبلی نعمانی نے اپنی تحقیق کے مطابق نجاشی کے متعلق لکھا ہے کہ نجاشی بادشاہ حبش کو آپ ﷺ نے دعوت اسلام کا جو خط بھیجا اس کے جواب میں اس نے لکھا کہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ خدا کے سچے پیغمبر ہیں۔ حضرت جعفر طیارؓ جو ہجرت کر کے حبش چلے گئے تھے وہیں موجود تھے۔ نجاشی نے ان کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کر لی۔ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ نجاشی نے اپنے بیٹے کو ساٹھ ساتھیوں کے ساتھ بارگاہ رسالت میں بھیجا لیکن جہاز ڈوب گیا اور یہ سفارت ہلاک ہو گئی۔ علامہ شبلی نے یہ روایت طبری کے حوالے سے لکھی ہے کہ عام ارباب سیر لکھتے ہیں کہ نجاشی نے 09ھ کو وفات پائی' آنحضرت ﷺ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے اور یہ خبر سن کر آپ ﷺ نے غائبانہ نماز جنازے کی نماز پڑھائی' لیکن یہ غلط ہے۔ صحیح مسلم میں تصریح ہے کہ جس نجاشی کی نماز جنازہ آپ ﷺ نے پڑھی وہ یہ نہ تھا۔ (واللہ اعلم)[32]

ان خطوط اور روایات کو بیان کرنے کے بعد ڈاکٹر اسرار احمد آگے لکھتے ہیں۔ ان تین عیسائی بادشاہوں کے طرزِ عمل کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ انہوں نے نہ تو نبی اکرم ﷺ کے قاصدوں کے ساتھ کوئی بدسلوکی کی اور نہ ہی حضور ﷺ کے نامہ مبارک کی کوئی توہین کی' بلکہ ہرقل قیصر روم کے رویہ سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کی خواہش اور کوشش یہ تھی کہ کسی طرح اس کی پوری مملکت اجتماعی طور پر اسلام کی دعوت قبول کرے لیکن اس کوشش میں وہ ناکام ہو گیا اور اپنے اقتدار کے تحفظ کی خاطر ایمان کی دولت سے محروم رہ گیا[33]۔

3)سیرت نگاری اور غیر مسلم سیرت نگار

30-اسرار احمد' ڈاکٹر، منہج انقلاب نبوی، ص ۱۲۵

31-ایضاً ص ۳۰۲

32-ایضاً ص ۳۰۵

33-ایضاً ص ۳۰۵

ڈاکٹر صاحب وسیع مطالعہ کے حامل ایک اسلامی اسکالر تھے جو نا صرف مسلمان علماء کرام کے خیالات و تصانیف سے واقف تھے بلکہ غیر مسلم سیرت نگاروں اور مورخین کی تصانیف پر بھی گہری نظر رکھتے تھے۔ لہٰذا سیرت النبی ﷺ بیان کرتے وقت جہاں وہ جا بجا مسلم سیرت نگاروں کے حوالے سے بات کرتے ہیں وہاں غیر مسلم سیر نگاروں کے حوالے دیتے نظر آتے ہیں اور مختلف واقعات میں ان سے استدلال کرتے ہیں اور جہاں کہیں اُن کی غلط روایات و بیانات ہیں وہاں اُن سے نا صرف اختلاف کرتے ہیں بلکہ اُن کے شبہات کا مدلل جواب بھی دیتے ہیں۔ دنیا میں ہونے والے انقلاب اور انقلاب نبوی ﷺ کے بارے میں بات کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب مغربی مفکرین کی آراء بیان کرتے ہیں کیونکہ بقول اُن کی تعریف تو جو ہوتی ہے جو دشمن کی زبان سے ہو۔ صاحب لکھتے ہیں

کہ انقلاب نبوی ﷺ کے حوالے سے پہلی گواہی ایم این رائے کی ہے۔ ایم این رائے ایک بنگالی ہندو تھا اور وہ انٹر نیشنل کمیونسٹ آرگنائزیشن کا رکن تھا۔ اس نے ۱۹۲۰ء میں بزیڈلا ہال لاہور میں "اسلام کا تاریخی کردار" کے عنوان سے لیکچر دیا۔ اپنے لیکچر میں اُس نے صاف الفاظ میں کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب محمد ﷺ نے برپا کیا۔ واضح رہے کہ وہ عقیدت مند نہیں ہے بلکہ ایک بنگالی ہندو ہے اور ٹاپ کا کمیونسٹ ہے لیکن وہ بھی یہ بات تسلیم کر رہا ہے۔ یہ گواہی پچھلی صدی کے آغاز سے ۲۰ برس بعد کی ہے۔[34]

ڈاکٹر اسرار نے ڈاکٹر مائیکل ہارٹ کی گواہی کو اپنی کتاب میں درج کیا۔ اس نے پچھلی صدی کے اختتام پر ایک کتاب تحریر کی جس کا عنوان "دی ہنڈرڈ" ہے اور اس میں اس نے پانچ سو سالہ انسانی تاریخ میں سے ان سو لوگوں کا انتخاب کیا جنھوں نے انسانی تہذیب و تمدن کو اپنی لیڈر شپ سے ایک نئی سمت عطا کی۔ ڈاکٹر مائیکل عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے مگر اس نے آپ ﷺ کو پہلے نمبر پر رکھا اور حضرت عیسیٰ کو تیسرے نمبر پر رکھا۔ اس کی یہ ترتیب عیسائیوں کے لئے قابل قبول نہ تھی۔[35] ڈاکٹر اسرار مائیکل ہارٹ کی کتاب سے حوالہ دیتے ہوئے ایک عبارت کا انتخاب کرتے ہیں۔ کہ اس نے لکھا

"My choice of Muhammad to lead the list of the World's most influential persons may surprise some readers and may be questioned by others but he was the only man in history who was supremely successful on both the religions and secular levels."

ڈاکٹر اسرار مائیکل ہارٹ کے اس کی ترتیب کی وجہ بتاتے ہوئی کہتے ہیں کہ یہ دو میدان ایک مذہب اور انسانی زندگی کو ڈاکٹر مائیکل دو اہم میدانوں میں منقسم کرتے ہیں اور دوسرا تمدن ہے۔ مذہب کا تعلق اخلاقی و روحانی میدان سے ہے۔ جبکہ دوسرا میدان تمدن، تہذیب، معاشرت اور سیاست سے ہے اور انسانی تاریخ ان دونوں میدانوں میں صرف ایک ہستی سپریم سکسس فل ہے جو محمد ہیں۔[36]

آپ ﷺ کی عظمت کی تیسری گواہی کے لئے ڈاکٹر اسرار نے ایچ جی ویلز کا حوالہ درج کیا ہے۔ یہ شخص اپ ﷺ کے عنادین جن میں سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین سر فہرست ہیں، کا حمایتی تھا۔ مگر آپ ﷺ کے آخری حج کے خطبہ پر آپ ﷺ کی شان میں تعریف کرنے سے خود کو نہ روک پایا۔ ڈاکٹر اسرار مزید لکھتے ہیں کی جس عبارت کا حوالہ آپ درج کر رہے ہیں وہ حوالہ اس کتاب کی نیو ایڈیشن سے نکال دیا گیا ہے۔ ایچ جی ویلز آپ ﷺ کے خطبہ کے ان الفاظ کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے

"یا ایها الناس الا ان ربکم واهد وان اباكم واحد وان ابا کم واحد الا لا فضل لعزلی علی عجمی علی عربی ولا لا حمر علی اسود ولا اسود علی احم الا با لتقوی لوگو! آگاہ ہو جاؤ یقیناً تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ خبردار! نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ کسی عجمی کو عربی پر اور نہ کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر۔ فضیلت کی بنیاد صرف تقویٰ ہے"[37]

34- اسرار احمد ڈاکٹر، سیرت خیر الانام، ص ۸۷

35- ایضاً ص ۸۸

36- ایضاً ص ۸۸

37- محمد ناصر الدین البانی علامہ السلسلۃ الصحیحۃ، ۲۷۰۰ راوی جابر بن عبد اللہ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

کہ انسانی اخوت و مساوات پر بہت سے خطبات موجود ہیں اور عیسائیت میں بھی ایسے خطبات موجود ہیں مگر یہاں اس بات کا اعتراف کرنا لازمی ہے کہ محمد ﷺ پہلی ہستی ہیں جنھوں نے ان اصولوں پر پہلی بار ایک معاشرے کی بنیاد رکھی۔[38]

ڈاکٹر اسرار نے جہاں مغربی سیرت نگاری کی آپ ﷺ کی شان میں گواہی درج کی وہیں آپ نے اپنی سیرت نگاری میں ان مغربی سیرت نگاروں کا تذکرہ بھی کیا ہے جنھوں نے نبی اکرم ﷺ کے حیثیت مقام ورتبہ کو سمجھنے میں غلطی کی۔ ڈاکٹر اسرار نے نہ صرف اس غلطی کی نشاندہی کی بلکہ ساتھ ساتھ اس کی تصحیح بھی کی۔ آپ نے مغربی مورخ ٹائن بی کے بارے میں لکھا کہ یہ آپ ﷺ کی مقصد بعثت کو سمجھنے سے قاصر رہا۔ اس نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو مکی اور مدنی دور میں منقسم تو کیا مگر آپ ﷺ کی مکی حیات کے بارے میں لکھا کہ آپ ﷺ کی مکی حیات حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کا نقشہ پیش کرتی ہے اس پورے دور میں آپ ﷺ لوگوں کی دین کی دعوت دیتے ہیں، مختلف خطبے دیتے ہیں مگر لوگ (معاذ اللہ) آپ ﷺ کو کبھی گالیاں دے رہے ہیں، کبھی مجنون، ساحر اور کاذب (معاذ اللہ) کہہ رہے ہیں اور آپ ﷺ انھیں دعائیں دے رہے ہیں اور انھیں بتا رہے ہیں کہ مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ ٹائن بی آپ ﷺ کی اس مکی زندگی کو ناکام درویش سے منسوب کرتا ہے۔ اور آپ ﷺ کی مدنی زندگی کو ایک کامیاب سپہ سالار اور ہیڈ اف دی سٹیٹ سے منسوب کرتے ہیں۔[39]

ٹائن بی سے مماثلت رکھنے والے ایک اور مغربی سیرت نگار منٹگمری واٹ کے بارے میں بھی ڈاکٹر اسرار ان کی دو کتابوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس نے اپنی دونوں کتابوں محمد ایٹ مکہ اور محمد ایٹ مدینہ میں جو زہر پوشیدہ رکھا وہ یہ ہے کہ (معاذ اللہ) آپ ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی میں تضاد پایا جاتا ہے اور آپ ﷺ کی شخصیت مکی زندگی میں اور مدنی زندگی میں بلکل مختلف تھیں۔ ان شبہات کے ازالے کے لئے ڈاکٹر صاحب قرآن پاک کی آیت پیش کرتے ہیں۔ "(وہی ہے اللہ جس نے بھیجا اپنے رسول (محمدؐ) کو الہدیٰ (قرآن حکیم) دے کر اور دین الحق کے ساتھ، تا کہ وہ اسے پورے کے پورے دین پر غالب کریں)" جب یہ بات معلوم ہو کہ آپؐ کا مقصد بعثت محض تبلیغ نہیں بلکہ غلبہ دین تھا تو آپؐ کے حیات طیبہ کے مکی اور مدنی ادوار میں کوئی تضاد نظر نہیں آئے گا۔ اگر محض تبلیغ مقصود ہوتی تو یقیناً آپؐ کا ایک ہی طرزِ عمل ہوتا لیکن چونکہ آپؐ کو دین قائم کرنا اور انقلاب برپا کرنا تھا۔ لہٰذا آپؐ درجہ بدرجہ آگے بڑھے۔ لہٰذا اگر ہر انصاف پسند آدمی کے پیش نظر مقصد بعثت ہو گا تو وہ یہی کہے گا کہ آپؐ مختلف مراحل طے کرتے ہوئے غلبہ دین کے ہدف کی طرف بڑھ رہے تھے۔[40]

38- اسرار احمد ’ڈاکٹر، سیرت خیر الانام، ص ۸۹

39- ایضاً ص ۵۷

40- ایضاً ص ۵۸